رُویت ہلال کے فقہی مسائل

پروفیسر وحید الدین، چیئرمین شعبہ اسلامیات
گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان

رویتِ ہلال کے مسئلہ کو ہمارے ملک میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ بالخصوص رمضان المبارک اور عیدین کے مواقع پر یہ اہمیت اور زیادہ واضح ہو کر سامنے آتی ہے چنانچہ بعض حکمرانوں اور جدید نظریات کے حامل افراد نے صرف عیدین کو ظاہری اتحاد و اتفاق کی علامت بنانے کیلیے پوری اسلامی دنیا میں یکساں طور پر عید منانے کی ضرورت پر زور دیا۔ حالانکہ عیدین کوئی تہوار نہیں بلکہ یہ عبادات کا ایک حصہ ہیں، جن کا مدار چاند کی رویت پر ہے۔ ہمارے ملک میں ایک بار سابقہ حکومت نے ایک ہی دن پورے ملک میں شرعی فیصلہ کے بغیر سرکاری طور پر عید منانے کا اعلان کیا اور ملک کے جید علماء نے مخالفت کی اور انہیں گرفتار کر لیا گیا تھا حکومت کے ان اقدامات سے عوام میں نفرت کے جذبات پیدا ہوئے اور بالآخر مرکزی شرعی رویتِ ہلال کمیٹی کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ اس کے باوجود کچھ عرصہ سے یہ صورتِ حال کچھ بگڑتی نظر آ رہی ہے، اور ملک کے بعض حصّوں میں ۲۸ رمضان المبارک کو عید منائی جانے لگی ہے۔ اس صورتحال سے نہ صرف امتِ مسلمہ انتشار کا شکار ہے بلکہ عبادت کے ساتھ بھی ایک مذاق ہے۔

اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ ایک مقالہ لکھا جائے جس میں ایک جامع شرعی ضابطہ پیش کیا جائے جس پر نہ صرف حکمران بلکہ علماء کرام بھی یکساں غور کریں۔

رویتِ ہلال کو اسلام میں بنیادی شرعی حیثیت حاصل ہے۔ شارع علیہ السلام نے مستقل

نظام تقویم دیا ہے جس کا انحصار قمری حساب پر ہے اور یہ ایک فطری نظام ہے اس کی بنیاد مشاہدے اور رویت پر رکھی گئی ہے جسے علم ہیئت کے ماہرین" غیر تعلیم یافتہ یکساں طور پر بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور اس مقصد کے لیے کسی لیبارٹری، ریسرچ یا کمپیوٹر سسٹم کی ضرورت نہیں۔ ہلال کے ان فطری اوقات کا معیار اس کی طبعی رویت اور مشاہدہ پر ہے۔

نحن امۃ امیۃ لا نحسب ولا نکتب الشھر ھکذا وھکذا وھکذا

(شرح ترمذی لابن عربی، ج ۱ ص ۲۰۸)

ہم اُمی قوم ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب رکھتے ہیں، مہینہ ایسا اور ایسا اور ایسا ہے، اور آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے شمار سے ایک مرتبہ تیس اور ایک مرتبہ انتیس کے شمار کی طرف اشارہ فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللّٰہ الاھلۃ مواقیت للناس فصوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فعدوا ثلثین یوما

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ نے ہلال کو لوگوں کے لیے اوقات کی تعیین کا ذریعہ بنایا ہے لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن شمار کر لو۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں نو رمضان المبارک پائے جن میں دو رمضان تیس دن کے ہوتے اور سات رمضان المبارک انتیس دن کے ہوئے۔ ایک رمضان المبارک ایسا ہوا جس میں شہادتیں دوپہر کو مہیا ہوئیں اور اگلے دن عید کی نماز ادا کی گئی۔ (مرقاۃ المفاتیح باب رویت الہلال)

چاند، سورج کے کرات یا ان کا طلوع و غروب درحقیقت ہماری عبادات کا محور نہیں بلکہ عبادات کا مدار صرف حکم الٰہی کے اتباع پر ہے۔ رویت ہلال صرف رمضان،

عیدین، حج اور قربانی تک محدود نہیں بلکہ ہماری نجی اسلامی زندگی کے ہزاروں معاملات بھی اسی سے متاثر ہوتے ہیں۔ نکاح، طلاق، عدت وغیرہ مسائل اسی سے متعلق ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے:

یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج

"وہ آپ سے ہلالوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے وہ لوگوں کے لیے مقررہ اوقات (کے پیمانے) ہیں اور حج کے لیے ہیں"

چنانچہ قمری نظام ایک فطری نظام ہے جبکہ شمسی نظام مصنوعی ہے جس میں اعتدال برقرار رکھنے کے لیے لیپ کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔

اسلام میں رویت ہلال کو ایک بنیادی شرعی حیثیت حاصل ہے۔ احکام شرعی کے لیے چاند کا وجود کافی نہیں، بلکہ شہود ضروری ہے۔ آلات رصدیہ کے ذریعے یا ہوائی جہاز میں اڑ کر چاند پا لینے سے چاند کا وجود ثابت ہوتا ہے، شہود نہیں۔ اس لیے شریعت میں ہلال کا مدار رویت پر رکھا گیا ہے، حسابات پر نہیں اور جدید تحقیق یہی ہے کہ چاند کسی نہ کسی زاویہ میں رہتا ہے، بالکل غائب نہیں ہوتا۔ اور شرعی ضابطہ صرف یہ ہے

صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ فان غم علیکم فاقدروا لہ

"یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو (یعنی عید) اور اگر مطلع غبار آلود ہو تو اس کا اندازہ کرلو"

(رواہ الستۃ الا الترمذی)

الشھر تسع وعشرون لیلۃ فلا تصوموا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین[1]

ترجمہ: "مہینہ انتیس راتوں کا ہے اس لیے روزہ اس وقت نہ رکھو، جب تک (رمضان کا) چاند نہ دیکھ لو۔ پھر اگر تم پر چاند مستور ہو جائے تو (شعبان) کی تعداد تیس دن پورے کرکے رمضان سمجھو۔"

حدیث پاک میں روزہ رکھنے اور عید کرنے کا مدار چاند کی رویت پر رکھا گیا ہے، لفظ رویت عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ حدیث پاک کے

آخری جملہ سے زیادہ تصریح ہو جاتی ہے" فان غم علیکم" یعنی اگر چاند تم پر مستور ہو جائے یعنی تمہاری آنکھیں اس کو دیکھ نہ سکیں۔ پھر تم اس کے مکلف نہیں کہ آلاتِ رصدیہ اور ریاضی کے حسابات سے چاند کا وجود معلوم کرتے پھرو۔ لفظ غُم خاص طور پر قابلِ نظر ہے . . . میں اس کا لغوی معنی عربی محاورہ کے اعتبار سے یہ ہے . . .

غم الهلال على الناس غما اذا حال دون الهلال غيم رقيق او غيره فلم ير [2]

یہ لفظ غم الهلال علی الناس اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ ھلال کے درمیان کوئی بادل یا دوسری چیز حائل ہو جائے اور چاند دیکھا نہ جا سکے۔ حدیثِ پاک میں چاند کے مستور ہونے کا ذکر ہے اور مستور ہونے کی صورت میں بھی اس کا وجود لازمی ہے اور جو چیز موجود نہ ہو اس کو معدوم کہا جاتا ہے۔ صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ میں رؤیت حسی (سو کی آنکھوں سے دیکھنا) مراد ہے اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے

فان النبی[4] قد اوجب الصوم والفطر الرؤية والرؤية انما يكون بالحس ولولا اجماع على الصيام بالخبر عن الرؤية لبعد وجوب الصوم بالخبر لظاهر هذا الحديث [3]

الغرض چاند دیکھنے کے لیے افق ھلال کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کو رؤیت ہلال اور تبصر کہتے ہیں۔

فان نظر الی افق الهلال لليلة ليرٰه قيل تبصر [4]

رؤیت کے متعلق کوئی محسوس اور مشاہد چیز ہو تو وہاں حسی رؤیت مراد ہوتی ہے اور جب اس کا اس سے متعلق کوئی سامنے کی چیز نہ ہو تو وہاں وہمی، خیالی یا عقلی رؤیت مراد ہوگی۔

ذالك احزب بحسب قوى النفس الاول بالحاسة وما يجرى مجراها [5]

ترجمہ:

" اور اسی پر اجماعِ اُمت ہے۔ قال ابوبکر[رض] قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ موافق لقوله تعالى۔ يسئلونك عن الاهلة قل هى مواقيت للناس والحج۔ واتفق المسلمون على ان معنى الآية والخبر فى اعتبار رؤية هلال فى ايجاب صوم رمضان، فدل

ذالک علیٰ ان رویۃ الھلال ھی شھود الشھر[۲]

لفظ رویت مفعول واحد کی طرف متعدی ہو تو وہاں عینہٖ روایت یعنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے اور جب دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو اس کا مفہوم "جاننا"، "معلوم کرنا" ہوتا ہے۔

الرویۃ بالعین متعدی الی مفعول واحد وبمعنی العلم متعدی الی مفعولین[۷]

رویت، دیدن بچشم، دریں متعدی بیک مفعول است، ودانستن دریں متعدی بدو مفعول[۸]

رای، رویت، دیدن بچشم متعد د الی مفعول ودانستن متعد الی مفعولین[۹]

شریعت اسلامیہ نے ثبوت ہلال کے بارے میں اہل حساب و فلکیات کی رائے کا اعتبار نہیں کیا۔ فلکیات کی رائے یہ ہو کہ فلاں تاریخ کو چاند ہو گا لیکن رویت شرعیہ ثابت نہ ہو تو نئے چاند کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ اس کے برعکس فلکیات کے مطابق فلاں تاریخ کو رویت ہلال کا امکان نہ تھا لیکن رویت شرعیہ ثابت ہو گئی تو با جماع امت نئے چاند کے احکام جاری ہوں گے۔

فالقائل بالاعتبار منازل القمر وحساب المنجمین خارج عن حکم الشرعیۃ ولیس ھٰذا القول مما یسوغ الاجتہاد فیہ لدلالۃ الکتاب والسنۃ واجماع الفقہاء بخلافہ[۱۰]

منازل قمر اور فلکیات کے حساب پر اعتماد کرنا حکم شریعت سے خارج ہے اور یہ ایسی چیز نہیں جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو، کیونکہ کتاب اللہ، سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع فقہا کے دلائل اس کے خلاف ہیں۔

شعبان کی انتیس تاریخ کو مطلع ابر آلود یا غبار آلود ہونے کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دے تو نئے ہلال (رمضان) کے ثبوت کے لیے کم از کم ایسے ایک گواہ کی مسلمان، عاقل، بالغ مرد یا عورت کی شہادت کافی ہے جس پر اطمینان حاصل ہو جائے۔

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال تراء الناس الھلال فاخبرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم انی رأیتہ فصام وامر الناس بصیامہ[۱۱]

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں، لوگ چاند دیکھ رہے تھے (مگر ابر کی وجہ سے اکثر لوگوں کو نظر نہیں آیا) میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے (ہلال رمضان) دیکھ لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خبر پر خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

وتقبل لعلۃ خبر عدل ولو قنا او انثیٰ لرمضان[۱۲]

"ہلال رمضان ابر و غبار کی صورت میں ایک عادل مسلمان کی خبر و شہادت کافی ہے، خواہ غلام یا عورت کیوں نہ ہو۔"

لو اخبر رجل عدل القاضی بمجیٔ رمضان یقبل ویامر الناس بالصوم یعنی فی الیوم الغیم ولا یشترط لفظ الشھادۃ وشرائط القضاء[۱۳]

یعنی اگر ایک عادل مسلمان قاضی کو رمضان شریف کی آمد اور (رویت ہلال) کی خبر دے (کہ اس نے چاند دیکھا) تو قاضی اس کی اس خبر و شہادت کو قبول کرے گا اور لوگوں کو بادل کی صورت میں روزہ رکھنے کا حکم دے گا اور اس کے لیے لفظ شہادت اور شرائط قضا ضروری نہیں۔

(وقیل بلا دعویٰ) بلا (لفظ اشھد) وبلا حکم ومجلس قضا لانہ خبر لا شھادۃ (للصوم مع علۃ کغیم) وغبار (خبر عدل) او مستور علی ما صححہ البزازی علی خلاف ظاھر الروایۃ لا فاسق اتفاقا[۱۴]

اور (مطلع ابر آلود یا غبار آلود کی صورت میں) روزہ کے لیے ایک عادل مسلمان (مرد یا عورت) کی (اپنی رویت کی) خبر دعویٰ اور لفظ اشہد اور حکم قاضی اور مجلس قضا کے بغیر قبول کی جائیگی۔ کیونکہ یہ خبر ہے شہادت نہیں یا بزازیہ کی تصحیح کے مطابق روزہ کے لیے خبر و شہادت قبول کی جائے گی لیکن ظاہر روایت اس کے خلاف ہے (وہ یہ) کہ مستور کی گواہی یا خبر قابل قبول نہیں۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

ان کان بالسماء علۃ فشھادۃ الواحد علی ھلال رمضان مقبولۃ اذا کان عدلا مسلما عاقلا بالغا حرا کان او عبدا ذکرا کان او انثیٰ وکذا شھادۃ الواحد وشھادۃ المحدود فی القذف بعد التوبۃ فی

ظاھر الروایۃ (ھکذا فی فتاوی قاضی خان) واما مستور الحال فالظاھر انہ لایقبل شہادتہ وتقبل شہادۃ عبد فی ھلال رمضان وکذا المراۃ علی المراۃ ولاتقبل شہادۃ الرا ھن ولایشترط فی ھذہ الشہادۃ لفظ الشہادۃ ولا الدعویٰ ولاحکم الحاکم [15]

" اگر آسمان پر بادل یا غبار وغیرہ ہو تو رمضان کے چاند کے لیے ایک شخص کی گواہی بھی قابلِ قبول ہے، بشرطیکہ عادل، مسلمان، عاقل بالغ ہو۔ خواہ آزاد ہو یا غلام ہو مرد ہو یا عورت ہو اور اس طرح ایک مسلمان کی شہادت پر ایک عادل مسلمان کی شہادت بھی۔ اور توبہ کے بعد محدود فی القذف کی شہادت ظاہر الروایۃ میں قابلِ قبول ہے۔ اور اس طرح فتاویٰ قاضی خان میں ذکر ہے، لیکن مستور حال (معلوم نہ ہو کہ عادل ہے یا فاسق) کی شہادت ظاہر مذہب کی رُو سے قابلِ قبول نہیں (اور شہادۃ علی الشہادۃ کی صورت میں) غلام کی گواہی غلام پر اور عورت کی گواہی عورت پر قبول ہے اور نابالغ کی شہادت قابل نہیں اور اس شہادت میں لفظ شہادت (اشہد کہنا) ضروری نہیں (نیز) نہ دعویٰ اشترط ہے اور نہ حکم حاکم۔"

اذا صاموا بشہادۃ الواحد واکملوا ثلثین ولم یروا ھلال شوال لا یفطرون فیما روی الحسن عن ابی حنیفہ رحمہما اللہ للاحتیاط وعن محمد انہم یفطرون کذا فی التبیین [16]

" جب ایک عادل شخص کی گواہی پر لوگوں نے روزہ رکھا اور تیس دن پورے کرنے پر بھی شوال کا چاند نظر نہ آیا تو افطار نہ کریں (بلکہ اکتیسواں روزہ رکھیں، خصوصاً جبکہ اکتیسویں رات کو مطلع صاف ہو تو اس کی گواہی کی غلطی معلوم ہو گی) اور امام ابوحنیفہؒ سے روایت حسن یہی مروی ہے۔ احتیاط اسی میں ہے اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ افطار کریں گے۔ التبیین میں ایسا ہی ہے۔"

لیکن اگر (۲۹ شعبان کو) مطلع ابر آلود تھا اور قیامِ رمضان کے سلسلے میں ایک کی بجائے دو عادل گواہوں کی شہادت شرعاً قبول کر لی گئی۔ تو اب ایسی صورت میں تیس روزے پورے

کرنے کے بعد شوال کا چاند نظر نہ آئے تو صحیح قول یہ ہے کہ افطار کر لیا جائے بالخصوص تیسویں روزہ کے دن مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں افطار (عید) کرنے پر تو کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ مطلع صاف ہونے کی حالت میں بعض فقہا کا اختلاف ہے، اور اکتیسواں روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔[۱۷]

۱- محدود فی القذف توبہ کرے تو اس کی گواہی ہلال رمضان کے لیے معتبر ہے مگر ہلال عید کے لیے معتبر نہیں۔

۲- ہلال عید اور دوسرے مہینوں کی شہادت میں لفظ اشہد کہنا ضروری ہے جبکہ ھلال رمضان کی خبر و شہادت میں نہیں۔

۳- اعتماد کی صورت میں ہلال رمضان کے لیے شہادت علی الشہادت معتبر ہے مگر ہلال عید کے لیے اعتماد کے باوجود شہادت علی الشہادت اس وقت معتبر ہو گی، جبکہ ہر ایک شاہد پر دو دو شاہد شہادت دیں۔

۴- ہلال عید کے گواہ کے لیے حریت شرط ہے جبکہ ہلال رمضان کے لیے نہیں۔

۵- عام طور پر رویت ہلال کے لیے شہادت شرط ہے جبکہ رمضان المبارک کے لیے خبر بھی کافی ہے۔

رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ کو مطلع ابر آلود یا غبار آلود ہونے کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دے تو ثبوت ہلال (عید) کے ثبوت کے لیے کم از کم ایسے دو گواہوں یعنی دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتیں، مسلمان، عادل، عاقل، بالغ اور آزاد ضروری ہیں، جن کی شہادت پر اطمینان حاصل ہو جائے۔

وان کان بالسماء علة لا تقبل الا شهادة رجلين و رجل و امرأتين و يشترط فيه الحرية و لفظ الشهادة كذا في خزانة المفتين ويشترط العدالة هكذا في النقايه ولا تشترط الدعوى ولا تقبل شهادة المحدود في القذف وان تاب ۔۔۔۔ والاضحى كالفطر في ظاهر الرواية و هو الاصح كذا في الهداية وكذا غيرهما من الاهلة لا تقبل فيه الا شهادة رجلين و رجل و امرأتين عدول احرار غير محدودين

هكذا فى البحر الرائق [18]

ترجمہ: (اور ہلالِ عید کی صورت میں) اگر آسمان پر بادل ہو تو دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں سے کم کی شہادت کسی طرح بھی قابلِ قبول نہ ہوگی اور اس میں حریت اور لفظ شہادت ایک ضروری شرط ہے۔ خزانۃ المفتین میں اس طرح ہے اور عدالت کی شرط بہر حال ضروری ہے۔ نقایہ میں اس طرح لکھا ہے اور (ثبوتِ ہلال) کے لیے دعویٰ شرط نہیں اور اس میں محدود فی القذف کی شہادت قابلِ قبول نہیں، خواہ وہ . . . . توبہ بھی کرے اور ظاہر روایت میں عید الاضحیٰ کا حکم بھی اس بارے میں عید الفطر کی طرح ہے اور یہی اصح ہے۔ ہدایہ میں اس طرح ہے۔ (رمضان کے سوا) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ بھی دوسرے سب مہینوں میں کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قابلِ قبول ہے اور وہ گواہ عادل، آزاد اور غیر محدود فی القذف ہوں۔ بحر الرائق میں اس طرح ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

عن حسين ابن الحارث الجدلى ان امير مكة خطب ثم قال عهد الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ننسك للروية فان ان لم نره و شهد شاهدا عدل نسكنا بشهادتهما [19]

ترجمہ: حسین بن حارث جدلی فرماتے ہیں۔ امیرِ مکہ نے خطبہ دیا پھر فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکیداً یہ حکم دیا تھا کہ ہم عید بقر عید صرف چاند دیکھ کر کیا کریں اور اگر (ابر یا غبار کی وجہ سے) ہم نہ دیکھ سکیں (یعنی رویت عامہ نہ ہو) مگر دو معتبر اور عادل گواہ رویت کی شہادت دیں تو ہم ان کی شہادت پر عید بقر عید کر لیا کریں۔

و (قبل اجلة خبر عدل) وحرين اوحر وحرتين للفطر [20]

ترجمہ: ابر و غبار میں (ہلالِ عید کے لیے) دو آزاد، عادل مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی خبر و شہادت قبول کی جائے گی۔

اما فى العيد فيشترط لفظ الشهادة وهو يدخل تحت الحكم لانه

من حقوق العباد [21]

ترجمہ: لیکن عید کے لیے لفظ شہادت شرط قبولیت میں اور وہ حکم حاکم کے تحت آتا ہے کیونکہ یہ حقوق عباد میں سے ہے۔

واما ہلال الفطر فلانہ تعلق بہ نفع العباد وھو الفطر فاشبہ سائر حقوقہم فیشترط فیہ ما یشترط فی سائر حقوقہم من العدالۃ و الحریۃ والعدد وعدم الحد فی قذف ولفظ الشہادۃ والدعوی علی خلاف فیہ ان امکن ذالک [22] (بحر الرائق)

ترجمہ: اور ہلال فطر کے ساتھ بندوں کا مادی نفع (افطار) بھی متعلق ہے۔ اس لیے یہ ان کے باقی حقوق (بیع وشراء وغیرہ) کے مشابہ ہے اس لیے اس میں وہ شرائط ضروری ہیں، جو باقی حقوق کی شہادت میں مقرر ہیں یعنی (اس میں) عدالت حریت تعداد، اور محدود فی القذف سے برأت اور لفظ شہادت (ضروری) ہیں اور دعویٰ اگر ممکن ہے اگرچہ اس شرط میں اختلاف ہے۔

باوجود مطلع صاف ہونے کے اس زمانے میں دو عادل آدمیوں کی شہادت شرعاً قبول ہے؟ ایک مستفتی نے یہ سوال لکھ کر خود اس کی تائید میں شامی سے ایک عبارت بھی نقل کی۔ مفتی کفایت اللہؒ نے اس پر درج ذیل جواب دیا:

”دو آدمیوں کی جبکہ وہ عادل ہوں اور ان کی شہادت کے ساتھ قرائن صدق بھی ہوں، شہادت قبول کر لینا جائز ہے اور اس پر حکم کر دینا بھی درست ہے، خواہ شہادت رویت ہلال صوم کے متعلق ہو یا ہلال فطر کے متعلق۔ [23]“

عام حالات میں چاند کی ۲۹ کو مطلع صاف ہو تو نئے ہلال کا ثبوت رویت عامہ سے ہوگا رویت عامہ نہ ہونے کی صورت میں ثبوت ہلال کے لیے جم غفیر کی شہادت لازمی ہے اور اس حکم میں سب قمری مہینے شامل ہیں۔

وان لم یکن بالسماء علۃ لم تقبل الا شہادۃ جمع کثیر یقع العلم بخبرہم وھو مفوض الی رأی الامام من غیر تقدیر ھو الصحیح کذا فی الاختیار

بشرح مختار ۲۴

"اور اگر آسمان پر علت (ابر و غبار وغیرہ) نہیں ہے تو ایک بڑی جماعت جن کی خبر و شہادت سے چاند ہونے کا یقین ہو جائے، اس کے علاوہ کسی کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی اور یہ امام (خلیفہ یا ان کے جانشین) کی (دیانتدارانہ) رائے کے سپرد ہے اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ یہی صحیح قول ہے"۔

وسوا فی ذالک رمضان وشوال و ذوالحجہ ۲۵ (سراج الوھاج)

ترجمہ: اور اس حکم میں ماہ رمضان، شوال اور ذوالحجہ (وغیرہ سب) برابر ہیں۔

وان کانت مصحیہ لایقبل الا قول الجماعۃ کما فی ھلال رمضان کذا فی خزانۃ المفتین وھکذا فی الکافی ۲۶

ترجمہ: (ہلال عید میں) اگر آسمان کا مطلع صاف ہے تو جماعت (کثیرہ) کا قول ہی ... (بصورت شہادت) قبول کیا جائے گا، جس طرح ہلال رمضان میں (بیان ہوا) ہے خزانۃ المفتین میں ایسا ہی لکھا ہے اور اس طرح کافی میں بھی لکھا ہوا ہے۔

ولم یقدر الجمع الکثیر فی ظاھر الروایۃ بشیئ فروی عن ابی یوسف انہ قدرہ بعدد القسامۃ خمسین رجلا وعن خلف بن ایوب خمسمائۃ ببلخ قلیل وقیل ینبغی ان یکون من کل مسجد جماعۃ واحد او اثنان وعن محمد انہ یفوض مقدار العلۃ والکثرۃ الی رای الامام کذا فی البدائع وفی فتح القدیر والحق ماروی عن محمد وابی یوسف ایضا ان العبرۃ لتواتر الخبر ومجیئہ من کل جانب ۲۷

ترجمہ: اور ظاہر روایت میں مجمع کثیر کی تعین کچھ نہیں کی گئی۔ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے قسامت کی تعداد کا اعتبار کرتے ہوئے ۵۰ آدمی کا اندازہ بتایا ہے اور خلف بن ایوب (ایک فقیہہ عالم) کا کہنا ہے کہ بلخ میں پانچ سو آدمی بھی کم ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شہر کی ہر ایک مسجد میں سے ایک یا دو گواہ ہونے چاہئیں، جس میں جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہو۔ اور امام محمد سے یہ روایت ہے

کہ قلت وکثرت کی مقدار امام (خلیفہ یا اس کا جانشین) کی رائے کے حوالہ کی جائے۔
بدائع میں ایسا ہے اور فتح القدیر میں ہے (مطلع صاف ہونے کی صورت میں) حق بات وہ ہے جو امام محمد اور امام ابو یوسف سے روایت ہے۔ اصل اعتبار اس بات کا ہے کہ رؤیت ہلال کی خبر وشہادت متواتر ہو اور ہر طرف سے اس کی عینی شہادت آ رہی ہو (جس پہ اطمینان ہو)

قال ابو بکر انما اصحابنا اذا لم یکن بالسماء علۃ شہادۃ الجمع الکثیر الذین یقع العلم بخبرہم، لان ذالک فرض قد عمت الحاجۃ الیہ [28]

ترجمہ:
چاند کی انتیس کو مطلع صاف ہے مگر رؤیت عامہ نہیں ہے۔ یا انتیس کو مطلع ابر آلود یا غبار آلود ہے مگر شہادت ہلال نہیں تو دونوں صورتوں میں تیس دن پورے کرنے لازمی ہوں گے۔

صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فعدوا ثلاثین ھو اصل فی اعتبار الشھر ثلاثین الا ان یری قبل ذالک الھلال - فان کل شھر غم علینا ھلالہ فعلینا ان نعدہ ثلاثین ھذا فی سائر الشھور التی یتعلق بھا الاحکام وان لا یصار الی اقل من ثلاثین برؤیۃ الھلال [29]

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللہ الاھلۃ مواقیت للناس فصوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فعدوا ثلثین یوما [30]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ نے ہلالوں کو لوگوں کے لیے اوقات کے تعین کا ذریعہ بنایا ہے لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو (یعنی عید) اور اگر مطلع

ابر آلود ہو تو تیس دن شمار کر لو۔"

ثبوتِ ہلال کے لیے درج ذیل تین صورتیں شرعاً معتبر ہیں۔

شہادۃ علی الرویۃ ، شہادۃ علی شہادۃ الرویۃ ، شہادۃ علی القضا

تفصیل درج ذیل ہے :

شہادۃ علی الرؤیۃ

اس سے مراد چاند دیکھنے کی شہادت ہے۔ اس میں گواہ بہ چشم خود چاند دیکھنے کی شہادت پیش کریں۔ رویتِ ہلال کے ثبوت کے لیے یہ آیت مبارکہ ہے۔

فمن شهد منكم الشهر فليصمه [۳۱]

چاہے رویت عامہ ہو یا شہود شہر کے لیے شہادت ہو، درج بالا آیت میں دونوں شامل ہیں اور تمام احادیث سے یہی تفسیر ہے۔

شہادۃ علی شہادۃ الرویۃ

اس کا مطلب ہے چاند دیکھنے کی شہادت پر شہادت پیش کی جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے چاند دیکھا اور وہ کسی معقول عذر کی وجہ سے مجلسِ قاضی میں حاضری سے معذور ہے تو وہ اس (چشم دید) گواہی پر اپنی طرف سے دو گواہ بنا دے تاکہ دونوں قاضی کی مجلس میں اس شخص کی چشم دید گواہی کی شہادت پیش کریں تو ان دونوں کی شہادت اس ایک شخص کی شہادت کے قائم مقام ہوگی جس نے بذاتِ خود چاند دیکھا تھا۔

بخلاف الشهادة على الشهادة في سائر الاحكام حيث لا تقبل عالم ليشهد على شهادة رجل واحد رجلان او رجل وامراتان [۳۲]

شہادت علی الشہادت اس وقت تک قبول نہ کی جائے گی جب تک ایک ہی شخص کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی نہ دیں۔

شہادۃ علی القضا

اس کا معنی یہ ہے، قاضی کے فیصلے پر گواہی دی جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ گواہ خود چاند کا دیکھنا بیان کرے اور نہ کسی دیکھنے والے کی گواہی پر گواہی دی جائے، کہ شہادت اس

بات پر پیش کی جائے کہ ان (گواہوں) کے سامنے فلاں شہر کے قاضی کے روبرو شہادت پیش ہوئی۔ قاضی نے اس کا اعتبار کر کے اس علاقہ میں رویتِ ہلال (رمضان، عید وغیرہ) کا اعلان کر دیا۔

رویتِ ہلال کمیٹی قاضی کا یہ فیصلہ اس حلقہ کے لیے کافی ہے جس میں شہادت پیش ہوئی ہے مگر پورے ملک میں اس اعلان کی مجاز علماء کی معتمد مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے نامزد اور مکمل طور پر با اختیار ہو۔ اس کمیٹی میں علماء کی بنیادی رکنیت ضروری ہے کمیٹی کا سربراہ عالمِ دین خود اس پر فیصلہ کا اعلان کرے گا، جس میں یہ تفصیل ہو کہ تینوں صورتوں (شہادۃ علی الرویۃ، شہادۃ علی شہادۃ الرویۃ، اور شہادت علی القضا) میں سے فلاں صورت پیش آئی ہے اور اس پر شرعی فیصلہ ہوا ہے۔

اس طریقِ کار میں یہ ضروری ہے کہ گواہ خود مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے سامنے (اسلام آباد) حاضر ہوں، یا پھر جس علاقہ میں چاند کی رویت ہوئی ہو۔ اس علاقے کی ذیلی کمیٹی کا فیصلہ دو گواہوں کے سامنے لکھ کر سربمہر کیا جائے۔ پھر یہی گواہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے سامنے شہادت پیش کریں کہ فلاں شہر کی ذیلی کمیٹی نے یہ فیصلہ لکھ کر ان (گواہوں) کے سپرد کیا ہے مگر ان دونوں صورتوں میں عموماً دشواری یہ ہے کہ دور دراز علاقوں سے مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی (اسلام آباد) تک پہنچنا ضروری ہے۔

اس مشکل کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ گواہوں کو تو صرف اپنے قریبی سب ہلال کمیٹی تک پہنچا جائے اور اس کمیٹی کے علماء ان کی شہادت شرعی اصول پر لینے کے بعد فیصلہ کریں۔ پھر حکومت کا کوئی ذمہ دار افسر، جو ہلال کمیٹی کے انتظام کا ذمہ دار بنایا گیا ہو، اس فیصلہ کی اطلاع مرکزی ہلال کمیٹی کو بذریعہ ٹیلی فون دیدے۔ جس میں اس کی تفصیل موجود ہو کہ فلاں فلاں علماء کے سامنے یہ شہادت پیش ہوئی اور انہوں نے اس کو قبول کیا۔ مرکزی ہلال کمیٹی کو اگر ان علماء کے فیصلے پر اطمینان ہو جائے تو وہ اعلان میں اپنا فیصلہ نشر کرنے کی بجائے اس ذیلی کمیٹی کے فیصلہ کو اس تصریح کے ساتھ ریڈیو پر نشر کرے کہ فلاں جگہ سے فلاں علماء نے شہادتِ ہلال قبول کر کے فیصلہ کیا۔ مرکزی ہلال کمیٹی

ان کے اس فیصلے کو درست قرار دے کر حکومت کی طرف سے اعلان کرتی ہے کہ پاکستان کے سب مسلمان اس پر عمل کریں۔ اس طرح مرکزی کمیٹی کے سامنے شہادت کی ضرورت نہ رہے گی، کیونکہ وہ خود کوئی فیصلہ نہیں کر رہی ہے بلکہ دوسرے علماء کے فیصلے کو نشر کر رہی ہے (سب کمیٹی کے) اس فیصلہ کی اطلاع ٹیلی فون پر بھی دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ ٹیلی فون کسی معتمد آدمی کا ہو اور اس میں کسی کی مداخلت کا خطرہ نہ رہے۔[۳۳]

ان تین طریقوں کے علاوہ ایک چوتھی صورت استفاضۂ خبر بھی ہے۔ اس موقع پر چاند کے ثبوت کے لیے باقاعدہ شہادت شرط نہیں رہتی۔

استفاضۂ خبر وہ صورت یہ ہے کہ جب کسی مقام کی اکثر آبادی نے چاند دیکھ لیا ہو اور اہل علم و دیانت کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہ ہو تو شہادت لینے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور یہ شرعاً معتبر ہے۔ اس صورت میں چاند کے لیے باقاعدہ شہادت کی شرط نہیں رہتی۔ رویتِ ہلال کی خبر اتنی عام، مشہور اور متواتر ہو جائے کہ اس کے بیان کرنے والے مجموعہ پر یہ گمان نہ ہو سکے کہ انہوں نے کوئی سازش کی ہے۔ شرط یہ ہے کہ مختلف اطراف سے مختلف آدمی خبر دیں۔ اس موقع پر موجود آلات و مواصلات، ٹیلی گرام، ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہر قسم کی خبروں سے کام لیا جاسکتا ہے۔ صرف کثرتِ تعداد اتنی ہو، جن کا جھوٹ پر اتفاق کا احتمال نہ رہے محض بے سروپا پروپیگنڈہ کو خبر مستفیض نہ کیا جائے گا۔ استفاضہ خبر وہی معتبر ہوگا جبکہ ایک بڑی جماعت خود چاند دیکھنے والوں سے سن کر، یا کسی شہر کے قاضی کا فیصلہ خود سن کر بیان کریں۔[۳۴]

استفاضۂ خبر متواتر کی طرح ہے اور مفید یقین ہے

بخلاف الاستفاضۃ کانہا تفید الیقین[۳۵]

ثم اعلم ان المراد من الاستفاضۃ تواتر الخبر من الواردین من بلدۃ ثبوت الی البلدۃ التی لم یثبت بہا لا مجرد الاستفاضۃ[۳۶]

ترجمہ: استفاضہ سے مراد رویتِ ہلال کی ایسی خبر متواتر ہے جو اس شہر کے لوگوں سے

جہاں چاند کا ثبوت ہو چکا ہے وہاں پہنچے جہاں چاند کا ثبوت نہیں ہوا محض کسی خبر کا مشہور ہو جانا مراد نہیں۔ شمس الائمہ نے تحریر فرمایا ہے :

الصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اهل البلدة الاخری یلزمهم حکم هذه البلدة ۳۷

ترجمہ :

ہمارے اصحاب (حنفیہ) کے مذہب میں صحیح اور معتبر یہ قول ہے کہ جب دوسرے شہر کے لوگوں میں کوئی خبر مستفیض اور محقق ہو جائے تو انہیں اول اس شہر والوں کا حکم لازم ہو جاتا ہے جہاں سے وہ خبر آئی ہے۔ یہ عبارت ان الخبر اذا استفاض اتنی واضح ہے کہ محتاجِ بیان نہیں، یعنی جب خبر مستفیض ہو جائے گی، وہ تحقق کا درجہ اختیار کرے گی اور یہ بات نہایت جامع ہے۔ علامہ شامی نے اس کے حق میں دلائل دیئے ہیں اور علامہ رحمتی نے اس کی تحسین فرمائی ہے۔

قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون فی کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن رؤیة لا مجرد الشیوع ۳۸

ترجمہ : (علامہ) رحمتی نے فرمایا ہے کہ استفاضہ کا یہ معنی ہے کہ اس شہر سے متعدد جماعتیں آئیں جو ان میں سے ہر ایک آکر یہ بتائے کہ اس شہر والوں نے فلاں رات کو چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے محض شہرت واشاعت کافی نہیں۔

استفاضہ خبر کو استحساناً جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس کی اصل بنیاد رویتِ عامہ یا شہادت یا حکم حاکم ہی رہے گا۔

اختلاف مطالع

رویتِ ہلال کے معاملہ میں ایک اہم سوال اختلافِ مطالع کا بھی ہے۔ کسی مقام پر چاند ہلال بن کر چمک رہا ہوتا ہے اور کسی جگہ پر بالکل غائب ہوتا ہے۔ فقہائے کرام کے اس بارے میں تین مسلک ہیں۔

۱۔ اختلافِ مطالع کا ہر جگہ ہر حال میں اعتبار کیا جائے۔
۲۔ کسی جگہ کسی حال میں اعتبار نہ کیا جائے۔
۳۔ بلاد بعیدہ میں اعتبار کیا جائے اور بلاد قریبہ میں اعتبار نہ کیا جائے۔

اور عجیب اتفاق ہے کہ درج بالا یہ اختلاف حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہائے امت میں موجود ہے۔ (مذاہب کی پوری تفصیل علامہ شبیر احمد عثمانی رح نے مسلم کی شرح میں لکھی ہے۔)

حضرت امام ابوحنیفہ رح کی رائے یہی ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں۔ عام فقہائے احناف کی ترجیح بھی اسے حاصل ہے۔

ولا عبرة لاختلاف المطالع في ظاهر الرواية كذا في فتاوى قاضي خان و عليه فتوى الفقيه ابي الليث وبه كان يفتي شمس الائمة الحلوائي قال لو رأى اهل المغرب هلال رمضان يجب الصوم على اهل مشرق كذا في الخلاصة [۳۹]

اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

حنفیہ نے احکام میں اختلافِ مطالع کا شرعاً اعتبار نہیں کیا، نہ یہ کہ وہ درحقیقت اختلافِ مطالع کے منکر ہیں۔ فی الواقع مطالع میں اختلاف ہوتا ہے لیکن احکام شرعیہ میں اس کا اعتبار نہیں ۔۔۔ صرف اس امر کی ضرورت ہے، دیکھنا ثابت ہو جائے اور ثبوت کا طریق شہادتِ شرعیہ ہے ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض کا واقعہ کہ انہوں نے خبرِ رؤیت قبول نہ کی ۔۔۔ حنفیہ کے مخالف نہیں۔ اول تو وہ حسب قاعدہ شرعیہ شہادت نہیں تھی [۴۰]

تائید مزید کے لیے درج ذیل عبارت بھی ملاحظہ ہو:

"اختلاف مطالع عند الحنفیہ معتبر نہیں ہے۔ اہلِ مغرب کو اگر چاند نظر آوے اور ثبوت اس کا شرعی طریق سے اہلِ مشرق کو ہو جائے تو انہیں بھی روزہ افطار لازم ہو جاتا ہے اور رؤیت اہلِ مغرب کی اہلِ مشرق کے لیے کافی ہے۔" [۴۱]

مگر احناف میں سے ایک جماعت کی رائے یہی ہے کہ بلاد بعیدہ میں رویتِ ہلال کا اعتبار کیا جائے اور بلاد قریبہ میں اعتبار نہ کیا جائے۔

هذا اذا كانت المسافة بين البلدتين قريبة لا تختلف فيها المطالع فاما اذا كانت لبعيدة فلا يلزم احد البلدين حكم الاخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف معتبر فی کل اهل بلد مطالع بلدهم دون البلد الاخر ۳۲

ترجمہ: یہ اس وقت ہے جبکہ دو شہروں میں مسافت قریب ہو (تو) اس جگہ میں مطالع کا اختلاف (معتبر) نہیں۔ ہاں جب (مسافت) لبعید ہو تو ایک شہر کا حکم دوسرے پر لازمی نہیں، کیونکہ بڑی مسافت کے وقت شہروں کے مطالع مختلف ہو جایا کرتے ہیں (اس لیے) تو ہر شہری کا اپنے اپنے شہروں کے مطالع کا اعتبار ہوگا۔ اس دورِ جدید میں مشرق و مغرب کے فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں، اس لیے وقت کا تقاضا یہی ہے ۳۳

علامہ عثمانی رح نے فتح الملہم میں اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"قرآن وسنت میں یہ بات منصوص اور قطعی ہے کہ کوئی مہینہ انتیس دن سے کم کا یا تیس دن سے زائد کا نہیں ہوتا۔ جن بلاد میں اتنا فاصلہ ہو کہ ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ اعتبار کرنے کے نتیجے میں مہینہ کے دن اٹھائیس رہ جائیں... یا اکتیس ہو جائیں۔ وہاں اختلافِ مطالع کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس لیے بلادِ لبعیدہ میں جہاں مہینہ کے دنوں میں کمی بیشی کا امکان ہو۔ اختلافِ مطالع کا اعتبار کرنا ہی ناگزیر اور مسلک حنفیہ کے عین مطابق ہوگا۔ اور جہاں یہ صورتِ حال نہ ہو اس جگہ اختلافِ مطالع کا اعتبار ہرگز نہ ہوگا۔"

سعودی عرب اور رؤیتِ ہلال

سعودی عرب میں اسلامی قمری تاریخ مروج ہے مگر قمری تاریخ کا تعین رؤیت ہلال کی شہادت پر کیا جاتا ہے اور سرکاری تاریخ وہاں کی جنتری کے حساب سے چلتی ہے۔ سال شروع ہونے سے قبل ہی یہ سرکاری جنتری شائع کر دی جاتی ہے اور سرکاری کاموں اور دیگر امور میں وہی کار آمد رہتی ہے۔ اس لیے دونوں میں اختلاف کی وجہ سے یہ کیا جاتا ہے۔ آج تقویم کے لحاظ سے یہ تاریخ ہے اور رؤیت کے اعتبار سے یہ

تاریخ ہے - جامعہ ام القریٰ کے استاذ ڈاکٹر مولینا عبداللہ عباس نے اس کا ذکر ایک مکتوب میں کیا ہے جو مولانا منظور نعمانی کے نام ہے :

"آج ۱۱ر جون کو یہاں (مکہ مکرمہ) میں یکم رمضان ہے۔ تقویم (سرکاری جنتری) میں آج تیس شعبان ہے"

"المدینہ" اخبار میں شاہی فرمان کے ایک تراشہ کا اردو ترجمہ بھی اپنے مکتوب میں بھیجا جو درج ذیل ہے :

"عدالت عالیہ (مجلس قضا اعلیٰ) کے نزدیک معتبر عینی شاہدوں کی شہادت کی بنا پر شرعی طور پر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ کے آغاز کا آج ہفتہ کی رات ... (۱۱ر جون ۱۹۸۳ء) سے ثبوت ہو گیا ہے، لہٰذا کل ہفتہ کا دن رمضان المبارک کا پہلا دن ہوگا۔" ۴۴

موصوف نے اپنے دوسرے مکتوب میں اخبار کے دو مزید تراشے بھیجے، جن کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے :

"مجلس قضا اعلیٰ کے سربراہ شیخ صالح اللحیدان نے اخبار المدینہ کو بیان دیتے ہوئے کہا، مجلس کے سامنے شوال کے چاند کی رؤیت کی کوئی شہادت نہیں آئی، اس لیے اتوار کے دن تیسواں روزہ ہوگا، کیونکہ رویت نہ ہونے کی صورت میں تیس دن پورے ہونے کے بعد ہی مہینہ ختم قرار دیا جا سکتا ہے۔" ۴۵

دوسرا تراشا اخبار کا اداریہ ہے، جس کا عنوان ہے :

"رویت ہی ہلال ثبوت کی بنیاد ہے"

اور اس میں عالم اسلام کی ایک معروف شخصیت شیخ عبدالعزیز بن باز کا یہ بیان بھی ہے :

"فطری طور پر چاند نظر آنے پر ہی مکمل بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ رصدگاہوں اور دوسرے آلات سے مدد لینے کی ممانعت نہیں ہے، لیکن ان چیزوں پر اعتماد اور ان کو رؤیت کا معیار قرار دینا، اس طور پر کہ

رؤیت ان مشینی آلات کی شہادت کے بغیر تسلیم ہی نہ کی جائے، قطعاً ممنوع ہے"۔

پھر اخبار کے فاضل ایڈیٹر نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے :

"شیخ کے اس بیان سے یہ بات پوری طرح واضح ہوگئی ہے کہ مملکت سعودیہ میں گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی رؤیت کا ثبوت شرعی طور پر ہی ہوا ہے"۔ ۱۶۷

حواشی

ـ۱ـ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ ۔ صحیح البخاری، ج ۱، طبع ۲، ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۲۵۶

ـ۲ـ تاج العروس

ـ۳ـ محمد بن احمد بن رشید القرطبی : بدایۃ المجتہد، جزو اول، طبع ۴، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۲۷ء دار المعرفۃ بیروت، ص ۲۸۵

ـ۴ـ امام ابومنصور عبدالملک محمد بن الثعالبی : فقہ اللغۃ، ص ۱۰۴

ـ۵ـ امام راغب اصفہانی : المفردات فی غریب القرآن

ـ۶ـ ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازیؒ : احکام القرآن، ج ۱، طبع ۱، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء سہیل اکیڈیمی لاہور، ص ۲۰۱

ـ۷ـ محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی : مختار الصحاح، طبع ۱، ۱۹۷۹ء، دار الکتاب العربی بیروت لبنان، ص ۲۲۶

مزید حوالہ جات : الصحاح للجوہری، تاج العروس للزبیدی ج ۱۰، ص ۱۳۹، لسان العرب محمد بن منظور احمد فریقی (مادی وای) میں ملاحظہ ہوں۔

ـ۸ـ عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری : فقہی اللادب، ص ۲۲۴

ـ۹ـ ابوالفضل محمد بن عمر الجمال القریشی : الصراح من الصحاح، ص ۵۵۹

ـ۱۰ـ امام جصاص رازی : احکام القرآن، ج ۱، ص ۲۰۲

ـ۱۱ـ مشکوٰۃ المصابیح، باب رویت الہلال، مکتبہ فاروقیہ عبدالقادر روڈ کوئٹہ، ص ۱۷۴

ـ۱۲ـ عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی : کنز الدقائق، مکتبہ امدادیہ ملتان، ص ۶۷

ـ۱۳ـ ابن عابدین، شیخ محمد امین : ردالمحتار علی درالمختار، ج   ، طبع ۳، ۱۴۰۴ھ مکتبہ الرشیدیہ شارع سرکی، کوئٹہ، ص ۱۰۲

۱۴؎ ردالمحتار علی ردالمختار (حاشیہ تنویرالابصار)، ج ۲، ص ۹۸ - ۹۹

۱۵؎ جماعت من علماء ھند: الفتاویٰ الھندیہ، ج ۱، طبع ۳، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء، دارالمعرفۃ بیروت، ص ۱۹۷

۱۶؎ الفتاوی الھندیہ، ج ۱، ص ۱۹۸

۱۷؎

۱۸؎ الفتاوی الھندیہ، ج ۱، ص ۱۹۸

۱۹؎ ابوداؤد، ص ۳۱۹

۲۰؎ کنزالدقائق، ص ٦۷

۲۱؎ ردالمحتار علی ردالمختار، ج ، ص ۱۰۲

۲۲؎ علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی: البحرالرائق، شرح کنزالدقائق، ج ۲-۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۲٦۷

۲۳؎ مفتی کفایت اللہؒ: کفایت المفتی، ج ۴، مکتبہ امدادیہ ملتان، ص ۲۰۹

۲۴؎ الفتاوی الھندیہ، ج ۱، ص ۱۹۸

۲۵؎ ایضاً

۲٦؎ ایضاً

۲۷؎ البحرالرائق، ج ۲، ص ۲٦۸ - ۲٦۹

۲۸؎ ابوبکر جصاص رازی: احکام القرآن، ج ۱، ص ۲۰۲

۲۹؎ احکام القرآن، ج ۱، ص ۲۰۲

۳۰؎ رواہ الطبرانی کما فی تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۲۵ واخرجہ الحاکم فی المستدرک بمعناہ وقال صحیح الاسناد واقرہ علیہ الذہبی

۳۱؎ فمن شہد منکم شہد

۳۲؎ بحرالرائق، ج ۲، ص ۲٦۷

٣٣ مولانا مفتی محمد شفیع رح، شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری رح : بعنوان از رویت ہلال شرعی نقطۂ نگاہ سے ۔ بحوالہ بینات کراچی شوال المکرم ١٣٨٥ھ/١٩٦٦م

٣٤ قال شمس الائمۃ الحلوانی الصحیح من مذہب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اہل البلدۃ الاخری یلزمہم حکم ہذہ البلدہ .... ردالمحتار علی درالمختار، ج ٢، ص ١٠٢

٣٥ ایضاً

٣٦ علامہ ابن عابدین رح (محمد امین): منحۃ الخالق حاشیہ علی البحر الرائق، ج ٢، ص ٢٧٠

٣٧ ردالمحتار علی درالمختار، ج ٢، ص ١٠٢

٣٨ ایضاً

٣٩ الفتاوی الہندیہ، ج ١، ص ١٩٨ ۔ کفایت المفتی، ج ٤، ص ١٩٩

٤٠ کفایت المفتی، ج ٤، ص ٢١١ - ٢١٢

٤١ مفتی عزیزالرحمن رح ۔ مفتی محمد شفیع رح : فتاوی دارالعلوم دیوبند مشتمل بر عزیزالفتاوی طبع ١، ١٣٥٤ھ دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور، ص ٨٠

٤٢ علامہ علاؤالدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی رح : بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج ٢، طبع ١، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ١٤٠٠ھ، ص ٨٣

٤٣ ویلزم اہل المشرق برویۃ اہل المغرب ۔ بحرالرائق، ج ٢، ص ٢٧٠

٤٤ روزنامہ المدینہ، جدہ، یکم رمضان المبارک ١٤٠٣ھ / ١١ جون ١٩٨٣ء بحوالہ الفرقان لکھنؤ، اگست ١٩٨٣ء تجارت

٤٥ ایضاً

٤٦ ایضاً